سوال

(256) سحری کی اذان کا کتاب وسنت میں کوئی ثبوت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

رمضان المبارک کے علاوہ بعض لوگ گیارہ مہینوں میں سحری کی اذان دیتے ہیں۔ کوئی اسے نفلوں کی اذان بھی کہتا ہے۔ اُس اذان میں تثویب ''الصَّلٰوةُ خَیرٌ مِن النَّوم'' بھی نہیں کہتے۔ کیا اس اذان کا کتاب وسنت میں کوئی ثبوت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

صبح کی دو اذانیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں دونوں اذانوں پر بایں الفاظ ابواب منعقد کیے ہیں۔ ''باب الأذان بعدَ الفجر'' طلوعِ فجر کے بعد اذان کہنے کا بیان اور ''بَابُ الأَذَانِ قَبلَ الفَجرِ'' یعنی طلوعِ فجر سے قبل اذان کہنے کا بیان۔

پھر مصنف نے ہر تبویب کے تحت تین تین احادیث بیان کی ہیں۔ جن کے ایراد (ذکر کرنے) سے مدعیٰ کا اثبات مقصود ہے۔

نیز نسائی اور طحاوی ; کی روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان اذانوں کا درمیانی فاصلہ اس طرح منقول ہے: 'وَلَم یَکُن بَینَهُمَا اِلَّا اَن یَنزِلَ ہٰذَا وَیَصعَدَ ہٰذَا' یعنی ان دونوں اذانوں کے درمیان وقفہ صرف اتنا سا ہوتا کہ ایک اذان دے کر اُترتا اور دوسرا اذان کے لیے چڑھ جاتا۔

اگرچہ اس روایت میں مبالغہ ہے، لیکن اس مبالغہ کا مقصد درمیانی وقفہ کا تھوڑا ہونا ہے۔ طحاوی کی دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: 'اِنَّکَ تُؤَذِّنُ اِذَا کَانَ الفَجرُ سَاطِعًا' یعنی تو اس وقت اذان کہتا ہے جب کہ فجر چڑھنے والی ہوتی ہے۔ یعنی فجرِ کاذب کے وقت میں۔

فجرِ کاذب اور صادق میں فرق یہ ہے، کہ صادق وہ ہے جو چوڑائی میں چڑھے اور دائیں بائیں کناروں میں پھیل جائے، بخلاف کاذب کے، جس کا نام عرب لوگ ''ذَنَبُ السرحان'' (بھیڑیے کی دم) رکھتے ہیں۔ یہ آسمان کی بالائی میں عمودی شکل میں ظاہر ہو کر نیچے اترتی ہے۔ پس پہلی اذان کا مقصد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں حسبِ ذیل ہے۔ فرمایا:

'فَاِنَّهٗ یُؤَذِّنُ اَو یُنَادِی بِلَیلٍ لِیَرجِعَ قَائِمَکُم وَلِیُنَبِّهَ نَائِمَکُم' صحیح بخاری، باب الأذان قبل الفجر، رقم: ۶۲۱

''بلال رضی اللہ عنہ رات کے وقت اذان دیتا ہے تاکہ قیام کرنے والے (نماز تہجد پڑھنے والے) کو لوٹائے اور سوئے ہوئے کو بیدار کردے۔''

علامہ صنعانی رحمہ اللہ ''سبل السلام'' میں فرماتے ہیں :

'وَفِیهِ شَرعِیَّةُ الأَذَانِ قَبلَ الفَجرِ، لَالِمَا شُرِعَ الأَذَانُ، فَإِنَّ الأَذَانَ، كَمَا سَلَفَ لِلإِعلَامِ لِدُخُولِ الوَقتِ، وَلِدُعَاءِ السَّامِعِینَ بِحُضُورِ الصَّلٰوةِ۔ وَہٰذَا الأَذَانُ الَّذِی قَبلَ الفَجرِ۔ قَد أَخبَرَ صلى الله عليه وسلم بِوَجهِ شَرعِیَّتِهِ بِقَولِهِ: لِیُرجِعَ قَائِمَكُم، وَیُوقِظَ نَائِمَكُم۔ (رواه الجماعة الّا الترمذی) وَالقَائِمُ: الَّذِی یُصَلِّی صَلَاةَ اللَّیلِ۔ وَرُجُوعُهُ: عَودُهُ إِلیٰ نَومِهِ، أَو قُعُودُهُ عَن صَلٰوتِهِ إِذَا سَمِعَ الأَذَانَ۔ فَلَیسَ لِلإِعلَامِ بِدُخُولِ الوَقتِ، وَ لَا لِحُضُورِ الصَّلَاةِ' سبل السلام : ۱/۱۲۴

یعنی ''حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں فجر سے پہلے اذان کہنے کا ثبوت ہے، مگر یہ اذان اس لیے نہیں جو اس کی اصل غرض ہے۔ کیونکہ اصل مقصد اذان سے نماز کے وقت کا اعلان اور سامعین کو نماز میں شرکت کی دعوت دینا ہے اور فجر سے قبل جو اذان دی جاتی ہے، اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دی ہے، کہ یہ سوئے ہوئے کو جگانے، اور قیام کرنے والے کو لوٹانے کی خاطر ہے۔ اس کو ترمذی رحمہ اللہ کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔ قائم سے مراد: جو رات کو نماز پڑھتا ہے۔ اس کو لوٹانے سے مراد یہ ہے، کہ وہ سو جائے یا نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ جائے، جب کہ اذان سنے۔ پس یہ اذان نہ وقتِ نماز کی اطلاع کے لیے ہے اور نہ نماز میں حاضری کی خاطر ہے۔''

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

''اگر کہا جائے کہ شرعی اذان کی تعریف جو پہلے گزر چکی ہے، وہ یہ ہے کہ مخصوص الفاظ سے نماز کے ٹائم کی اطلاع کرنا، اور قبل از وقت اذان دینے میں تو وقت کی اطلاع نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وقت کی اطلاع دینا ''اعم'' ہے۔ وقت ہو چکا ہو یا وقت ہونے کے قریب ہو۔

صبح کی نماز کو باقی نمازوں کے درمیان سے اس وقت اذان دینے کے ساتھ اس لیے مخصوص کیا گیا کہ، اوّل وقت نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور صبح غالباً نیند کے بعد واقع ہوتی ہے۔ اس واسطے ایسے آدمی کا تقرر مناسب ہوا، کہ وہ لوگوں کو وقت کے داخل ہونے سے پہلے آگاہ کرے، تاکہ وہ تیار ہو جائیں، اور اول وقت کی فضیلت کو پالیں۔'' فتح الباری: ۲/۱۰۵

ائمہ شارحین حدیث کی وضاحتوں سے یہ بھی معلوم ہوا، کہ پہلی اذان بھی من وجہ نماز فجر سے متعلق ہے۔ جیسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام میں مُشَارٌ اِلَیہ ہے۔ اسی بناء پر ائمہ مشاہیر، مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف ( ) فرماتے ہیں :

''اذان ہذا دوسری اذان سے کافی ہو سکتی ہے۔ دوبارہ اذان کی ضرورت نہیں۔''

صاحب ''المرعاۃ'' نے بھی اسی مسلک کو ترجیح دی ہے۔

مذکورہ مباحث سے بخوبی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ صبح کی پہلی اذان کا تعلق نہ تو نفلی نماز پڑھانے سے ہے اور نہ سحری کھانے پینے سے۔ چاہے رمضان ہو یا رمضان کے علاوہ۔ اگرچہ اذانِ اوّل کا فعل سحری کھانے کے مباح اوقات میں ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سے چونکہ اشتباہ (شبہ) پڑ سکتا تھا کہ شاید اب کھانا پینا حرام ہو گیا، اس اشکال کو رفع کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

'إِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیلٍ، فَكُلُوا وَاشرَبُوا، حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابنُ أُمِّ مَكتُومٍ' صحیح البخاری، باب الأذان قبل الفجر، رقم: ۶۲۰

ورنہ سحری کھانا تو تمام اوقات میں مباح ہے۔ اذان سے پہلے ہو یا بعد اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یہ اذان سال بھر جاری رہتی تھی۔

''فتح الباری'' میں ہے: ' فِیهِ إِشعَارٌ بِأَنَّ ذٰلِكَ كَانَ مِن عَادَتِهِ المُستَمِرَّةِ' یعنی حدیث کے الفاظ 'إِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیلٍ' میں دلیل ہے کہ رات کو اذان دینا بلال رضی اللہ عنہ کی دائمی عادت تھی۔ نیز حدیث ہٰذا میں اس کی علّت 'لِیُوقِظَ نَائِمَكُم وَیُرجِعَ قَائِمَكُم' (صحیح مسلم: بَابُ بَیَانِ أَنَّ الدُّخُولَ فِی الصَّومِ یَحصُلُ بِطُلُوعِ الفَجرِ...الخ، رقم: ۱۰۹۳) بیان ہوئی ہے، جس کا تعلق پورے سال سے ہے۔

بہر صورت جب بات واضح ہوگئی کہ پہلی اذان سے مقصود تہجد کا وقت ختم ہونے کی اطلاع اور سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار کرنا ہے، تو اس کا تقاضا ہے کہ جہاں دو اذانیں ہوں وہاں 'الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّوم' پہلی اذان میں کہا جائے۔ اس سلسلے میں چند ایک احادیث بطورِ حوالہ ملاحظہ فرمائیں! نسائی میں ہے :

'عَن أَبِي مَحذُورَۃَ قَالَ... قَالَ ... حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ۔ الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ۔ الصلوۃ خیر من النوم فی الاولی من الصبح' سنن النسائی، الأَذَانُ فِي السَّفَرِ، رقم: ۶۳۳

حاشیہ نسائی میں ہے :

'فِي الأَولٰی من الصبح : أی فی النّدَاءِ الأُولٰی۔ وفی نسخۃٍ : فی الأوَّل : أی فی النداء الأوّل۔ والمراد : الأذان دون الإقامۃ' واللہ تعالٰی أعلم۔

یعنی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی جس طرح کہ تم آج کل دیتے ہو، پھر اذان کے کلمات کہتے ہوئے کہا : ''الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّوم'' صبح کی پہلی اذان میں ہے۔

نیز نسائی میں ہے :

'عَن أَبِي مَحذُورَۃَ، قَالَ : کُنتُ أُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، وَکُنتُ أَقُولُ فِي أَذَانِ الفَجرِ الأَوَّلِ : حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ ...' سنن النسائی، التَّثوِیبُ فِي أَذَانِ الفَجرِ، رقم: ۶۴۷

یعنی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ رسول ا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان کہتے تھے، اور پہلی اذانِ فجر میں ''الصلوۃ خیر من النوم'' کہا کرتے تھے۔

''تلخیص الحبیر'' میں ہے : 'وَصَحَّحَہُ ابنُ حَزمٍ' یعنی ابو جعفر والی حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ ''دار قطنی'' میں ہے : 'الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ فِي الأُولٰی مِنَ الصُّبحِ' سنن الدار قطنی، بَابٌ فِي ذِکرِ أَذَانِ أَبِي مَحذُورَۃَ وَاختِلَافِ الرِّوَایَاتِ فِیہِ، رقم: ۹۰۳

نیز ''دار قطنی'' میں ہے :

'فَإِذَا أَذَّنتَ بِالأُولٰی مِنَ الصُّبحِ فَقُل اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ مَرَّتَینِ' سنن الدار قطنی، بَابٌ فِي ذِکرِ أَذَانِ أَبِي مَحذُورَۃَ وَاختِلَافِ الرِّوَایَاتِ فِیہِ، رقم: ۹۴۰

سنن أبوداؤد میں ہے :

'عَن أَبِي مَحذُورَۃَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحوَ ہٰذَا الخَبَرِ۔ وَفِیہِ 'اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّومِ فِي الأَولٰی مِنَ الصُّبحِ' سنن أبي داود، بَابُ کَیفَ الأَذَانُ، رقم: ۵۰۱

''سنن کبرٰی'' بیہقی میں ہے :

'إِنَّہُ کَانَ یُثَوِّبُ فِي الأَذَانِ الأَوَّلِ مِنَ الصُّبحِ بِأَمرِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ'

یعنی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ صبح کی پہلی اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تثویب کہتے تھے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ''الصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّوم'' کا اضافہ پہلی اذان میں ہونا چاہیے۔ بشرطیکہ دونوں کے درمیان زیادہ وقفہ نہ ہو۔ بصورتِ دیگر یہ اذان خلافِ منہجِ نبوی ہوگی۔ اس کا اندازہ قریباً آدھ گھنٹہ تک کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ وقت میں ''مسجد الحرام'' میں یہی انداز معمول بہا (اسی پر عمل ہو رہا) ہے۔

واضح ہو! اس ساری بحث کا تعلق دو اذانوں سے ہے۔ اگر کسی جگہ صبح کی صرف ایک اذان ہو تو وہاں بلا تردّد 'اَلصَّلٰوۃُ خَیرٌ مِّن النَّوم' کا اضافہ اس اذان میں ہوگا۔

اخیر میں یہ بھی یاد رہے کہ دوسری اذان اور اقامت کے مابین وقفہ صرف ہلکی سی دو رکعتوں کا ہونا چاہیے۔ طویل انتظار میں بیٹھے رہنا خلافِ سنت ہے۔ ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب
وعلمہٗ أتم

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 236

محدث فتویٰ